۴۷

جماعت احمدیہ کا حال اور مستقبل

(فرمودہ ۶/ اپریل ۱۹۲۸ء) ؎

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اس وقت جب کہ میں خطبہ کے واسطے کھڑا ہؤا ہوں جیسا کہ میرا طریق ہے میں بغیر کسی مضمون کے سوچنے کے یہاں آیا تھا۔ میری طبیعت قدرتی طور پر مضامین کو سوچ کر بیان کرنے سے متنفر ہے سوائے ان مضامین کے جن میں نوٹوں اور حوالوں کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ مجبوری ہوتی ہے جیسے سالانہ جلسہ کی تقریریں ہیں۔ باقی عام طور پر میں بغیر نوٹوں کے بولتا ہوں اور اس لئے بولتا ہوں کہ ہمیں کیا معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کیا کہلوانا چاہتا ہے۔ میں آج بھی اسی طرح آیا تھا بلکہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرنے تک مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں کیا بیان کروں گا اور کوئی مضمون میرے ذہن میں نہ تھا مگر اس کے بعد اس حالت کو دیکھ کر جو ہمارے بیٹھنے کی اس وقت ہے مضمون ذہن میں پیدا ہو گیا۔

یہ میں نے ذکر اس لئے کیا ہے کہ میرا آج کا خطبہ اسی نظارہ کے متعلق ہے جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔

میں نے بڑی قوموں کی بڑی حالتیں بھی دیکھی ہیں جیسے انگلستان کی پارلیمنٹ۔ سفر ولایت کے موقع پر میں نے ہاؤس آف لارڈز (رؤسا کی مجلس) اور ہاؤس آف کامنز (نمائندوں کی مجلس) کو بھی دیکھا ہے ان کی شان و شوکت اور عظمت کو دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے اور سمجھتا ہے واقعی یہ لوگ دنیا پر حکومت کرنے کے اہل ہیں۔ کس قدر عظیم الشان عمارات کتنا قیمتی سامان اور کیسا زبردست پہروں کا انتظام ہے۔ پارلیمنٹ کی لائبریری کو ہی دیکھ کر انسان حیران رہ

جاتا ہے کہتے ہیں اگر اس کے کمروں کو آگے پیچھے لمبا کیا جائے تو کئی میل تک لمبی ہو جائے۔ عظیم الشان عمارت کے چاروں طرف دیواروں کے ساتھ ساتھ الماریاں رکھتے گئے ہیں۔ پھر جو قومیں ان سے کمزور ہیں ان کی حالت کو بھی دیکھا ہے۔ میں ایک دفعہ بمبئی گیا تو خوجوں کا شادی خانہ دیکھا۔ وہاں چونکہ رہائشی مکان اتنے بڑے نہیں ہوتے کہ بیاہ شادیوں میں جو مہمان آئیں وہ ٹھہر سکیں اس لئے ایسے موقعوں کے لئے علیحدہ طور پر انہوں نے مکان بنایا ہوا ہے تاکہ جس کے ہاں شادی ہو وہ اپنے مہمانوں کو وہاں ٹھہرا سکے۔ وہ مکان اس قدر سامان سے آراستہ تھا کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ ایک بجلی کی روشنی کا ہی ایسا انتظام تھا کہ انسان رات کو دن سمجھتا تھا۔ اس میں ہر قسم کی آرائش اور زیب و زینت کا سامان موجود تھا لیکن ان سب باتوں کے باوجود ان قوموں کے حوصلے' ان کی اُمنگیں اور ان کے ارادے کوئی ایسے بلند نہیں ہیں۔ خوجہ قوم بے شک بہت مالدار قوم ہے مگر یہ امنگ کبھی ان کے دل میں پیدا نہیں ہو سکتی کہ ساری دنیا پر چھا جائیں۔ بے شک میمن اور بوہرے بہت مالدار ہیں مگر ان کے دماغ کے کسی گوشے میں بھی کبھی یہ بات نہیں آسکتی کہ ہم دنیا کے بادشاہ ہو جائیں گے اور نظام عالم میں تبدیلی پیدا کر دیں گے۔ ان کی دولتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان میں سے کئی ایسے ہیں جو اس زمانہ میں بھی جبکہ مال و دولت کی کثرت ہے اس قدر مالدار ہیں کہ انفرادی طور پر مدینہ کو خریدنے کی طاقت رکھتے ہیں مگر ان کے دماغ کے کسی گوشے میں بھی کبھی نہ یہ خیال آیا اور نہ آسکتا ہے کہ ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے اور دنیا کے موجودہ نظام کو درہم برہم کر کے ایک نیا نظام جاری کرنا ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ایک اور قوم ہے جو اپنے مال' اپنی دولت' اپنی عزت' اپنی تعداد اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے دنیا کی شائد تمام منظم جماعتوں سے کمزور اور تھوڑی ہے مگر باوجود اس کے اس کے دل میں یہ امنگ ہے اور اس کے ارادے اس قدر پختہ اور بلند ہیں کہ اس کا دعویٰ ہے وہ تمام کمزوریوں کے باوجود اور سامان کی کمی کے باوجود ساری دنیا میں تہلکہ مچادے گی اور موجودہ نظام کو توڑ کر اور موجودہ دستور کو تہ و بالا کر کے نیا نظام اور نیا کام جاری کرے گی اور وہ احمدیہ جماعت ہے مگر اس کی حالت کیا ہے؟ یہ کہ مجلس شوریٰ کے جماعتوں کے لئے نمائندے جمع ہوئے ہیں مگر ان کے لئے اتنی بھی جگہ نہیں ہے کہ سائے میں نماز ہی ادا کر سکیں۔ وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں کیونکہ کوئی چھت ان کے سروں کو چھپانے والی نہیں ہے اور وہ آج وہی کہہ سکتے ہیں جو حضرت مسیح نے کہا تھا کہ "لومڑیوں کے لئے بھٹ ہوتے ہیں۔ اور ہوا کے

پرندوں کے گھونسلے۔ مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں[۱]"۔
رہائش کے لئے گھر تو حضرت مسیحؑ کو بھی نصیب تھا اور وہ جھوٹا آدمی نہ تھا بلکہ خدا تعالیٰ کا نبی تھا۔ جب اس نے یہ کہا کہ ابن آدم کے لئے سر چھپانے کی جگہ نہیں تو اس کے یہ معنی نہیں تھے کہ اس کا یا اس کے حواریوں کا گھر نہیں تھا بلکہ اس کے معنی یہ تھے کہ وعظ اور لیکچر کے لئے انہیں کوئی مناسب جگہ نہیں ملتی تھی وہی حال آج ہمارا ہے۔
میں نے ایک فرانسیسی مصنف کی کتاب پڑھی ہے جس نے لکھا ہے میں اسلام کا سخت مخالف تھا اور میرے دل میں سخت تعصب تھا اسی بناء پر میں نے تاریخ اسلام کا مطالعہ شروع کیا۔ مگر جب میں تاریخ اسلام پڑھتے پڑھتے بانیٔ اسلام کے زمانہ میں پہنچا تو ایک نظارہ میرے سامنے آیا جس نے میرے تعصب کو پاش پاش کر دیا اور میرے نقطہ نگاہ کو بدل دیا۔ اور وہ یہ تھا کہ میں اپنی قوت واہمہ کے ذریعہ ۱۳۰۰ سو سال پیچھے گیا اور میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ میلے کچیلے کپڑے پہنے ایک کچی عمارت میں بیٹھے ہیں۔ ویسے ہی لباس والا ایک آدمی ان کے درمیان بیٹھا ہے۔ ان کے پاس کوئی ساز و سامان نہیں بلکہ ایک ایسے مکان میں بیٹھے ہیں جس پر کھجور کی شاخوں کی چھت ہے۔ میں اپنی قوت واہمہ کے ذریعہ ان کے پاس پہنچا اور سنا کہ کیا باتیں کر رہے ہیں تو مجھے معلوم ہؤا وہ کہہ رہے ہیں کس طرح دنیا کو فتح کریں اور کس طرح ساری دنیا پر خدا کا دین پھیلا دیں۔ میں نے ان کی باتوں کو سنا اور پھر تاریخ کے دوسرے صفحات میں دیکھا کہ واقعہ میں چند سال کے بعد انہوں نے دنیا کو فتح کر لیا اور جس دین کو وہ خدا کی طرف سے سمجھتے تھے اسے پھیلا دیا۔ اس وقت میرا دل ڈرا کہ ایسے لوگوں کو کس طرح کوئی جھوٹا کہہ سکتا ہے۔
کیا ہی لطیف نقشہ ہے جو اس مصنف نے کھینچا ہے۔ رسول کریم ﷺ کے یہی واقعات نہیں جو اس نے بیان کئے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ حیران کن ہیں۔
دنیا کو فتح کرنے کی صاف پیشگوئی اس احزاب کی جنگ کے وقت کی گئی جب کہ بوجہ محاصرہ رسول کریم ﷺ اور صحابہ کو کئی دن سے فاقہ تھا۔ کئی صحابہ نے بتایا کہ انہیں سات سات دن سے فاقہ تھا اور انہوں نے اپنے پیٹوں پر پتھر باندھے ہوئے تھے رسول کریم ﷺ نے بھی فاقہ کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔
یہ حالت تھی جب صحابہ خندق کھود رہے تھے۔ دشمن پورے زور سے ان پر حملہ آور ہو رہا تھا اور دعویٰ کر رہا تھا کہ مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کو غلام اور لونڈیاں بنا کر لے جائے گا

اور ان کو تباہ و برباد کر دے گا- جس وقت دشمن یہ دعویٰ کر رہا تھا خندق کھودتے ہوئے ایک ایسا پتھر نکلا جسے صحابہ نے توڑنا چاہا مگر باوجود سخت کوشش کے وہ نہ ٹوٹا- آخر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ ایک پتھر بہت سخت نکلا ہے جو ہم سے ٹوٹتا نہیں- رسول کریم ﷺ نے فرمایا چلو ہم توڑتے ہیں آپ ﷺ نے کدال لے کر پتھر پر ماری- پتھر سخت تھا اور جیسا کہ قاعدہ ہے کہ چوٹ پڑنے پر پتھر سے آگ نکلتی ہے آگ کا شعلہ نکلا- رسول کریم ﷺ نے اسے دیکھ کر کہا اللہ اکبر- صحابہ گو کچھ نہ سمجھے کہ کیا مراد ہے مگر چونکہ ہمیشہ رسول اللہ کا ادب ملحوظ رکھتے تھے بغیر دریافت کرنے کے انہوں نے بھی کہا اللہ اکبر- رسول کریم ﷺ نے دوبارہ کدال ماری اور پھر اسی طرح آگ نکلی- جسے دیکھ کر آپؐ نے دوبارہ اللہ اکبر کہا اور صحابہ نے بھی آپؐ کی اتباع میں ایسا ہی کہا- رسول کریم ﷺ نے سہ بارہ کدال ماری جس سے آگ نکلی- آپؐ نے اللہ اکبر کہا صحابہ نے بھی یہ نعرہ لگایا- اس ضرب سے پتھر ٹوٹ گیا- رسول کریم ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا تم نے کیوں اللہ اکبر کہا تھا- انہوں نے عرض کیا آپؐ نے جو کہا تھا اس لئے ہم نے بھی کہا- آپؐ نے کیوں کہا تھا آپؐ نے فرمایا جب پہلا شعلہ نکلا تو مجھے دکھایا گیا کہ قیصر کی حکومت پر تباہی آئی ہے اور مسلمانوں کو اس پر فتح حاصل ہوئی ہے- دوسری دفعہ جب شعلہ نکلا تو اس میں مجھے کسریٰ کی حکومت کی تباہی کا منظر دکھائی دیا اور تیسری مرتبہ غالباً غسان یا کسی اور قوم کے متعلق فرمایا- [۳] اس وقت مسلمانوں کی کیسی نازک حالت تھی- چنانچہ منافقوں نے اس وقت کہا بھی کہ کھانے کو تو روٹی نہیں ملتی اور پاخانہ پھرنے کے لئے جگہ نہیں مگر خواب قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کو فتح کرنے کے دیکھے جا رہے ہیں-

بعینہٖ یہی کیفیت اس وقت ہماری ہے- ہماری جماعت ظاہری حالت کے لحاظ سے کمزور ترین نہیں بلکہ ایک ہی کمزور جماعت ہے- دنیا میں کوئی ایک بھی منظم جماعت جو کام کر رہی ہو ہم سے کمزور نہیں ہے- مگر باوجود اس کے کسی کے ارادے ایسے بلند اور ایسے وسیع نہیں ہیں اور ان میں سے کوئی بھی یہ امید نہیں رکھتی کہ وہ دنیا کے موجودہ نظام کو توڑ کر ایک نیا نظام جاری کرے گی سوائے ہماری جماعت کے- عیسائی جو ساری دنیا پر حاوی ہیں محسوس کر رہے ہیں کہ ان کی طاقت ٹوٹ رہی ہے- ان کے عقل منداس بات کو محسوس کر رہے ہیں کہ ان کی طاقت کو کیڑا لگ چکا ہے جو گھن کی طرح اندر ہی اندر اس کو کھائے جا رہا ہے- دوسری طاقت مسلمانوں کی ہے وہ بھی اس امر کو محسوس کر رہے ہیں کہ وہ بہت کمزور ہو چکے ہیں- عیسائی تو یہ محسوس کر

رہے ہیں کہ وہ ٹوٹ رہے ہیں مگر مسلمان سمجھتے ہیں وہ ٹوٹ چکے ہیں۔ اسلامی سلطنتیں اسلام سے بیزاری کا اظہار کر رہی اور تمام حکومتیں مذہب سے علیحدہ ہو رہی ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ اسلام سے منسوب ہونے کی وجہ سے ہی وہ مغلوب ہیں۔ آج ہی میں نے اخبار میں یہ خبر دیکھی ہے کہ ٹرکی کی پارلیمنٹ کے ۱۰۹ ممبروں نے جن میں عصمت پاشا اور دیگر تمام وزراء بھی شامل ہیں ایک تحریک پر دستخط کر دیئے ہیں جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ آئین ترکی کی جن دفعات میں اسلام کو سلطنت ترکیہ کا مذہب تسلیم کیا گیا ہے ان کو منسوخ کر دیا جائے۔

تو مسلمان نہ صرف خود کمزور ہو چکے ہیں بلکہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ ان کی کمزوری کا باعث اسلام ہی ہے۔ ہندو ہیں وہ منبروں پر شور مچاتے ہیں کہ یہ سوراج کا زمانہ ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ حکومت کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ سٹیجوں پر کھڑے ہو کر یہ کہہ لینا آسان ہے کہ ہم مکہ پر اوم کا جھنڈا گاڑیں گے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس کے لئے وہ کر کیا رہے ہیں۔

ہندوؤں کی تعداد، ان کے مال و دولت اور ان کی عظمت کو اگر مدنظر رکھ کر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان کے دعوے محض دعوئی ہیں ورنہ حقیقت میں وہ کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ تو سب مذاہب والے اس وقت کمزور ہو رہے ہیں۔ کسی مذہب کے پیروؤں کے دل میں اپنے مذہب کی کوئی محبت نہیں۔ بدھ مذہب ہے اس سے بھی لوگ بیزار ہو رہے ہیں اور اسے چھوڑ رہے ہیں۔ اس وقت ایک ہی جماعت ایسی ہے جو کمزوری کے لحاظ سے دنیا میں سب سے گری ہوئی ہے مگر ارادہ کے لحاظ سے سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ پھر وہ منہ سے دعوئی ہی نہیں کرتی اس کی بنیاد ہی اس پر ہے کہ دنیا کو کھا جانا ہے کیونکہ اسکی بنیاد یہ ہے کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق فرمایا ہے:-

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"[۴]

یہ ہماری بنیاد ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہماری ابتداء ایک شخص ہے دنیا نے اس کا انکار کیا۔ مگر کیا وہ ایک ایسا بیج ہے جو زمین میں بویا گیا اور وہ مٹی میں دب کر مٹ جائے گا اور وہ روئیدگی نہ پیدا کرے گا۔ نہیں بلکہ خدا نے اسے قبول کیا اور پھر ایک قوم پر نہیں دو قوموں پر نہیں ایک ملک پر نہیں دو ملکوں پر نہیں بلکہ ساری دنیا پر اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ جس کا یہ

مطلب ہے کہ اس کو وہ قبولیت بخشی جائے گی اور اس کثرت سے اس کا دین پھیل جائے گا کہ دوسرے مذاہب ایسے کمزور ہو جائیں گے کہ استثناء کے طور پر ان کا نام لینے کی بھی ضرورت نہ رہے گی کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب قلت بہت ہی قلیل ہو تو پھر استثناء کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ مثلاً کوئی کہے کہ سارا ہندوستان فلاں بات پر متفق ہے تو اگر کوئی قلیل جماعت یا ہماری جماعت ہی اس بات کے خلاف ہو اور باقی ہندو مسلمان سکھ وغیرہ متفق ہوں تو یہی کہا جائے گا ہندوستان متفق ہے اور ہماری پرواہ نہیں کریں گے۔ لیکن اگر مسلمان خلاف ہوں تو گو باقی لوگوں کے مقابلہ میں وہ قلیل ہیں مگر بہت قلیل نہیں اس لئے کوئی یہ نہ کہے گا کہ سارا ہندوستان متفق ہے۔

پس حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کا یہی مطلب ہے کہ دنیا پر آپ کی صداقت اس قدر ظاہر ہو جائے گی کہ جو منکر ہوں گے ان کا نام استثناء کے طور پر بھی لینے کی ضرورت نہ ہوگی۔

یہ ایک دعویٰ ہے جو ضرور پورا ہوگا مگر ہماری موجودہ حالت وہی ہے جو آج سے تیرہ سو سال قبل مسلمانوں کی حالت اس فرانسیسی مصنف کو یا اس جیسے لوگوں کو نظر آتی تھی جس نے دیکھا تھا کہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے چند لوگ ایک کچے مکان میں بیٹھے دنیا کے فتح کرنے کی سرگوشیاں کر رہے تھے۔ آج بھی وہی سرگوشیاں ہو رہی ہیں مگر آج ہمیں کچا مکان بھی نصیب نہیں بلکہ ہم بڑ کے درخت کے نیچے یہ مشورے کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں کہ دنیا کو کس طرح فتح کیا جائے۔ مگر جس طرح ان سرگوشیوں کا خدا تعالیٰ نے عظیم الشان نتیجہ ظاہر کیا اسی طرح اب بھی کرے گا اور جس طرح اس وقت لوگ اس نتیجہ کا انکار کرتے تھے اسی طرح اب بھی کرتے ہیں مگر یاد رکھیں آج جو سرگوشیاں ہو رہی ہیں ان کا ایسا نتیجہ نکلے گا کہ ساری دنیا پر احمدیت کا جھنڈا لہرائے گا۔ لیکن آج کے منظر کی تصویر اگر لے لی جائے اور اسے کوئی آج سے چھ سات سو سال بعد شائع کرے تو اس وقت کے لوگ انکار کریں گے کہ یہ ہمارے بڑوں کی حالت کی تصویر ہے۔ وہ کہیں گے ہم نہیں مان سکتے کہ وہ ایسے کمزور تھے۔ اس پر یقین کرنے کے لئے ایک تیز قوت واہمہ کی ضرورت ہوگی۔ مگر میں جماعت سے کہتا ہوں ان وعدوں کا مستحق بننے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے دعاؤں پر بہت زور دینا چاہئے' معاملات میں صفائی رکھنی چاہئے' ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا چاہئے' اپنے نفسوں کو قابو میں رکھنا چاہئے' آپس میں محبت اور اتحاد کا سلوک کرنا چاہئے مگر میں دیکھتا ہوں ابھی بہت ہیں جن کے نفس

مرے نہیں۔ یاد رکھو کہ فتح پانے والی قوم بہت سے امور پر عفو سے کام لیتی ہے۔ انتظامی معاملہ میں سزائیں بھی مجبوراً دینی پڑتی ہیں مگر وہ بھی بھلائی کی خاطر ہوتی ہیں نہ کہ کسی غصہ یا جذبہ کے انتقام کے لئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بعض صحابہ سے خدا تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو قطع تعلق کرنے کا حکم دیا مگر وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول کریم ﷺ کی مجلس میں جاتے تو آپ کنکھیوں سے ہماری طرف دیکھتے [۵]

گویا دل سے محبت بھی کرتے تھے۔ پس ہمیں اپنی زندگیاں اس وعدہ کے مطابق بسر کرنی چاہئیں جو ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر کیا ہے۔ اور دعا کرنی چاہئے کہ جس غرض کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں اور جس غرض کے لئے ہم خدا تعالیٰ کے نبی کے ہاتھ پر اکٹھے ہوئے ہیں خدا تعالیٰ اس کو پورا کر دے۔ ہماری کمزوریاں اس پر ظاہر ہیں اور کل طاقتیں اور قوتیں بھی اس پر ظاہر ہیں۔

(الفضل ۱۷/ اپریل ۱۹۲۸ء)

۱۔ یہ خطبہ جمعہ حضور نے مسجد نور کے متصل جو بڑ کا درخت ہے اس کے نیچے فرمایا۔ جس کا سایہ ناکافی ہونے کی وجہ سے بہت سے احباب کو دھوپ میں بیٹھنا پڑا تھا۔

۲۔ متی باب ۲۰ آیت ۸ بائبل سوسائٹی انار کلی لاہور مطبوعہ ۱۹۹۴ء

۳۔ فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۳۹۷۔ مطبوعہ دار النشر کتب الاسلامیۃ لاہور ۱۹۸۱ء

۴۔ تذکرہ صفحہ ۱۰۴ ایڈیشن چہارم

۵۔ بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک حدیث کعب بن مالک